مزدور کے حقوق: شریعتِ اسلامی اور آئین و قوانینِ پاکستان کا مطالعہ

(Labour Rights: A Study of Islamic *Sharī'ah* and the Constitution and Laws of Pakistan)

ڈاکٹر حافظ محمد خان*
صنم مشتاق *

Abstract

Labours, ironically, have been depriving badly from their rights even by the developed countries. Owing this situation various laws, rules and regulations about labours are added to the legal spectrum of various countries. Pakistan, also has taken steps in this regard. Islamic *Sharī'ah* unlike the conventional system has envisaged labours' rights from the very beginning. Quran, *Ḥadīth* and *Fuqahā* have discussed labours' rights with minute details. The present paper, aims to critically analyze and compare the labours' rights in Pakistan with those offered by *Sharī'ah*. Findings show that majority of such rights given by *Sharī'ah* to the labours, are inculcated in the legal system of Pakistan. However, still there is room for further upgrading. So the present work suggests improvements in this regard.

Key words: Labour, Islamic Law, Pakistan

عصرِ حاضر میں مزدوروں کے حقوق پر بہت آواز اٹھائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں مختلف مذاہب اور دساتیر و قوانین میں مزدوروں کے حقوق سے متعلق مباحث زیرِ بحث آتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ اسی تناظر میں اسلام اور پاکستانی آئین و قوانین میں مزدوروں کے حقوق کے جائزے پر مبنی ہے۔ اس میں یہ دیکھنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مختلف حوالوں سے اسلام

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، محی الدین اسلامی یونی ورسٹی، نیریاں شریف، آزاد جموں و کشمیر
**ریسرچ سکالر، محی الدین اسلامی یونی ورسٹی، نیریاں شریف، آزاد جموں و کشمیر

نے مزدور کو کیا حقوق فراہم کیے ہیں اور پاکستانی قوانین میں اس حوالے سے کیا ضوابط طے کیے گئے ہیں؟ اس بحث سے جہاں مزدوروں کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا ایک جامع خاکہ سامنے آئے گا وہاں اس ضمن میں موجود پاکستانی قوانین کی اسلامیت کے حوالے سے بھی اہم نکات نمایاں ہوں گے۔

اخلاقی حقوق

ایک مزدور کا بنیادی حق یہ ہے اس کے ساتھ احسن طریقہ سے پیش آیا جائے اور اس کی عزت و وقار کا خیال رکھا جائے،اس پر اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ لادنا زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو ہدایت کی ہے وہ اللہ سے مانگے کہ اے اللہ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالیے جس کو اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں۔[1] جب اللہ پاک خود اپنے بندوں پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا تو انسان پر بھی لازم ہے کہ وہ اللہ کے بندوں پر ان کی استطاعت اور طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے، کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے اللہ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔[2]

آئین پاکستان میں موجود قوانین ملازمتوں ، ملازمین، تجارتی یونینوں اور متعلقہ ایجنسیوں کو اپنی متعلقہ ذمہ داریوں کا احساس کرنے اور اپنے مقرر کردہ قانونی حقوق کے بارے میں آگاہ کرنے کے لیے مکمل راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔مثلا آئین پاکستان کے مبادیات میں آرٹیکل 11 کے جزب کے تحت یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ ہر قسم کا کام جو جبری طور پر لیا جائے ، یا انسانی تقدس کے خلاف ہو، ایسا آئین پاکستان کی رو سے بھی ممنوع ہے۔[3] اسی طرح اسی آرٹیکل کے جز چہارم کی دوئم جز میں یہ بات تحریر کی گئی ہے۔ کہ ریاست پاکستان کے اندر کسی بھی شخص سے اس کی حریت سلب نہیں کی جائے گی اور نہ ہی اس کی شان اور وقار کے خلاف کوئی خدمت لی جائے گی۔[4] ریاست اپنی بساط کے مطابق مختلف کاموں کے اندر پائے جانے واے استحصال کا قلع قمع کرنے کیلئے کوشاں رہے گی۔ اور بنیادی قوانین میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرے گی۔[5] لہٰذا ایک مزدور کا استحصال کرنا بایں طور کہ اس سے زیادہ کام لیا جائے یا اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا جائے۔ بالکل ناروا عمل شمار کیا جائے گا۔ اس تفصیل کے مطالعہ سے پتہ چلا کہ مزدور کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کرنے کے حق میں شریعت اور قانون پاکستان دونوں ایک پیج پر ہیں۔

کام کے مواقع پیدا کرنا

---

[1] البقرہ2:286۔

[2] ابوداود سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن عمرو الازدی السجستانی، سنن ابی داود، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، ب ت)،4: 285۔

[3] A. S .K. Khosa, *The constitution of Pakistan 1973*(Lahore: Khosar Brother, 1988), Art 11

[4] *The Constitution of Pakistan 1973*, Article, 11, Article 11. 4(b)

[5] *The constitution of Pakistan 1973,* Art 175.

ایک مزدور کا دوسرا حق یہ ہے کہ حکومت اور باختیار ادارے اس کے لیے کام کاج کے مواقع فراہم کریں۔ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہو کر سرکار دو عالم ﷺ سے مانگتا ہے کہ مجھے کوئی چیز عطا کی جائے۔ آپ ﷺ پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کے گھر میں کوئی چیز ہے؟ تو صحابی نے کہا: جی ہاں ایک چادر اور ایک پیالہ ہے، اس چادر کو کبھی تو ہم پہنتے ہیں اور کبھی بچھاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ اس نے لا کر پیغمبر پاک علیہ السلام کو دے دی۔ آپ نے ہاتھ میں لے کر پوچھا کہ کون اسے خریدے گا؟ ایک صحابی نے کہا میں اس کے بدلے ایک درہم دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پھر کہا کہ اس سے زیادہ کون دے گا؟ ایک اور صحابی نے کہا میں دو درہم کے بدلے خریدتا ہوں آپ ﷺ نے اسے دے دیا۔ اور وہ دو درہم اس انصاری صحابی کو دے دیے۔ آپ ﷺ نے اسے کہا کہ ایک درہم کا کھانا خرید کر گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی ایک کلہاڑی خرید لو۔ اس نے ایسا ہی کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اس میں لکڑی لگائی اور اس صحابی سے کہا کہ جاؤ جنگل سے لکڑی کاٹو، اور پندرہ دن تک مجھے نظر نہیں آنا۔ تو وہ چلا گیا جنگل اور لکڑی کاٹ کر بیچتا رہا، اور اس عرصے میں دس درہم کمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب ان میں سے اپنے گھر والوں کے لیے کپڑے اور لباس خرید لو۔ یہ آپ کے لیے اس سے بہتر ہے کہ سوال کرنا اور مانگنا آپ کیلئے روز قیامت عذاب کا باعث بنے۔[6]

حدیث بالا کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ علیہ السلام نے اس صحابی کی رہنمائی فرمائی اور اس کو ایک منظّم لائحہ عمل بتلادیا جس کے ذریعے وہ صحابی کمانے کے قابل ہوا۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 38 کے جزب میں یہ قانون پایا جاتا ہے کہ ریاست تمام شہریوں کے لیے دستیاب وسائل میں روزگار کے مواقع اور مناسب آرام اور تفریح کے ساتھ کافی روزگار فراہم کرنے کے پابند ہو گی۔ اور اس کے ساتھ جزد میں مجبور اور بیمار افراد کے لیے بھی روزکار کی فراہمی ریاست کی بنیادی ذمہ داری گردانی گئی ہے۔[7] یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت اور آئین پاکستان دونوں میں ارباب حل و عقد کو عوام الناس کیلئے روزگار کے اسباب فراہم کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ اب اگر دیکھا جائے تو اسلامی قانون میں ہمیں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے روزگار افراد کو کام دلانے میں اپنا کردار ادا کیا، اور ان کی رہنمائی فراہم کی۔ ایسے حالات میں موجودہ حکمران کس حد تک اپنا کردار ادا کرتے ہیں؟ ضروری موضوع ہے۔ کیونکہ ہر گزرتے دن کے ساتھ افراد کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے گا اور لازمی طور پر ان کی ضروریات میں بھی اضافہ ہو گا، تو حکمرانوں کی ذمہ داری اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

حقوق اللہ کی ادائیگی

ہر مزدور کا حق بنتا ہے کہ اسے دوران عمل پیش آمدہ عبادات کی ادائیگی کا وقت دیا جائے۔ کیونکہ یہ اس کے اور اس کے خدا کے درمیان کا تعلق ہے۔ اور اس کے بدلے اس کی اجرت میں بھی کٹوتی نہ کی جائے، چاہے یہ عبادت نماز کی صورت

---

[6] ابو داود، سنن ابی داود، 2: 120۔

[7] The constitution of Pakistan 1973, Article, 31

میں ہو، یا جمعہ پڑھنے کی صورت میں ہو، کیونکہ یہ سارے فرائض لازمی ہیں۔ اگر ان کی بجا آوری میں مالک حائل ہو تو مزدور کو اس کی خلاف ورزی پر مورد الزام نہیں ٹھہرایا جائے گا کیونکہ **"لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق انما الطالمة فی معروف"**[8] جہاں تک عبادت کے لیے مزدور کو وقت دینے کے دورانیے کی بات ہے تو یوسف القرضاوی نے کل دس منٹ کو کافی قرار دیا ہے، انھوں نے عمال یعنی مزدوروں کو باوضو کام کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ کم از کم وقت صرف ہو۔ اگر باوضو رہنا مشکل ہو تو کم از کم موزے پہن کر کام کریں تاکہ کسی حد تک وقت کم صرف ہو۔[9] اس بارے میں آئین پاکستان میں کوئی تصریح نہیں پائی جاتی کہ دوران مزدوری ایک عامل کے لیے مذہبی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا اختیار ہوگا یا نہیں۔ البتہ اجمالی طور پر اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر شہری کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے کسی بھی مذہب کو مانے، اس پر عمل کرے یا اس کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کرے۔[10] لیکن ایک مزدور کو جو بطور اجیر کام کر رہا ہو، تو جیسے وہ کھانے، پینے کے لیے وقفہ کرتا ہے، اور یہ بات اگرچہ دو طرفہ معاہدے میں نہ بھی لکھی گئی ہو تو ضمنی طور پر اسے تسلیم کیا جاتا ہے، کیونکہ کھائے پیئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اسی طرح ایک اسلامی ریاست اور مسلمان ہونے کے ناطے نماز سے بھی مفر نہیں، تو آیا ایک مزدور کو دوران کام نماز پڑھنے کی اجازت ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کتنا وقت درکار ہوگا؟ اور کیا اس کے بدلے اجرت کاٹی جائے گی یا نہیں؟ اس سلسلے میں آئین پاکستان کے اندر کوئی تصریح موجود نہیں۔

تعیین اجرت کا حق

اجرت بالاتفاق عقد اجارہ کا بنیادی رکن ہے۔ البتہ باقی ارکان (عاقدین اور منفعت) دیگر فقہا اور احناف کے ہاں مختلف فیہ ہیں۔ ماہرین لغت اجرت سے مراد کام کا بدلہ لیتے ہیں.[11] جب کہ شریعت میں اس سے مراد کام کا وہ بدلہ جو مالک، مزدور کو اس منفعت کے عوض دیتا ہے جو وہ حاصل کر چکا ہوتا ہے۔[12] اجرت متعین کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث

---

[8] عبد اللہ بن محمد بن ابراھیم بن عثمان بن خواشتی العبسی ابو بکر بن ابی شیبۃ، ، الکتاب المصنف فی الاحادیث والاثار (الریاض: مکتبۃ الرشید، 1409ھ)، 6: 545۔

[9] Please see: http://www.qaradawi.net/site/topics/article.asp Cu_no =2 & item. accessed December16,2018.

[10] Muhammad Munir and Zubair Saeed, *The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan: being a commentary on the constitution of Pakistan 1973* (PLD Publishers, 1975), 12.

[11] مجد الدین ابوطاھر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، ، القاموس المحیط (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1426ھ/ 2005م)، 1: 342۔

[12] ھوالعوض الذی یدفعه المستاجراللموجرفی مقا بلة المنفعة التی یاخذھا منه۔ دیکھیے۔ محمد بن احمد بن عرفۃ المالکی الدسوقی، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر (بیروت: دار الفکر، ب ت)، 4: 2۔

پاک میں آتا ہے: " **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَهَى عَنِ اسْتِئْجَارِ الْأَجِيرِ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُ أَجْرَهُ» هَذَا مُرْسَل**"[13] کہ اجرت کے بغیر کسی آدمی سے خدمت کرانے سے نبی کریم نے منع فرمایا ہے۔

اجرت کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں، جیسے نقود کی شکل میں اجرت، سامان کی شکل میں اجرت اور نفقہ کی شکل میں اجرت وغیرہ۔ ان میں سے اصل اجرت، نقدی والی ہے۔ کیونکہ عامل اپنی ضروریات کرنے کے لیے اسے استعمال میں لاتا ہے۔ جبکہ اجرت عروض سے مراد ایسی اجرت ہے جو عامل کسی خدمت کے عوض اشیاء کی صورت میں حاصل کرے۔ جیسے اگر وہ کسی فیکٹری میں کام کرے اور اس کے بدلے وہاں اس کی جگہ تیار ہونے والی اشیا حاصل کرے۔ جب کہ اجرت نفقہ سے مراد ایسی اجرت ہے کہ انسان مزدور سے اس کے کھانے، پینے اور کپڑوں کے عوض کام کروائے۔

اگرچہ نان نفقہ والی مزدوری کے بارے میں فقہاء امت کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ مالکیہ[14]، شوافع[15]، حنابلہ[16] اور احناف کے ایک قول کے مطابق درست نہیں کیونکہ اس اجرت میں جہالت پائی جاتی ہے، جو نزاع کا باعث بنتی ہے۔ البتہ احناف کے دوسرے قول کے مطابق دودھ پلانے کے عوض جائز ہے، کیونکہ اس بارے میں نص وارد ہے۔ "**وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا**۔ "[17] اور اس کے علاوہ کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔[18] بہر کیف اجرت کی کوئی بھی قسم ہو، اس کی تحدید اور تعیین ضروری ہے۔ جیسے شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بدلے موسی علیہ السلام کو آٹھ یا دس سال بکریاں چرانا بطور اجرت مقرر فرمایا۔[19]

پاکستان کے اندر حکومت بالعموم مزدور مارکیٹ پر اور بالخصوص مزدوری کی سطح پر معیشت کے مختلف حصوں میں وسیع اثرات رکھتا ہے۔ مختلف ادوار میں آنے اور چلے جانے کے اثرات براہ راست مزدور مارکیٹ پر پڑتے رہتے ہیں۔ عالمی سطح پر بھی مزدور کے متعلق پیکجز کے متعارف کیے جانے سے مزدور اب سماج کا حصہ نہیں رہا، بلکہ وہ رسد اور مطالبہ کی قوت کے درمیان پایا جانے والا ایک آلہ کار ہے۔ اور اسے پیداواری عمل میں حتی الامکان استحصال کرتے ہوئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کے اثرات کا اندازہ کرنے کے لیے کسی بھی پرائیوٹ فرم کا اپنے ملازمین کی تنخواہوں

---

[13] ابو بکر البیھقی، معرفۃ السنن والاثار (کراتشی: ، جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ، 1412ھ/1991ء) 8: 335۔

[14] احمد بن محمد الصاوی د، بلغۃ السالک الی مذھب الامام مالک (مصر: مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، ب ت)، 2: 270۔

[15] ابو اسحاق ابراھیم بن علی بن یوسف الشیرازی، المھذب فی فقہ الامام لشافعی (بیروت: ، دار الکتب العلمیۃ، ب ت)، 2: 406۔

[16] عبد القادر بن عمر ابن ضویان ابراھیم بن محمد الشیبانی، المعتمد فی فقہ الامام احمد (بیروت: دار الخیر، ب ت)، 1: 513۔

[17] البقرہ 2:233۔

[18] علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی، ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ، 1406ھ/ 1986م)، 4: 193۔

[19] القصص 28:27۔

کی اصلاح کیلئے قدم اٹھانا شاید سب سے اہم اور قابل فخر مداخلت ہے۔ کیونکہ 1990ء سے 2005ء تک مزدوروں کی تنخواہوں کے سلسلے میں کی جانے والی ساری ترامیم ایک مزدور کو معیاری زندگی گزارنے کے قابل بنانے میں ناکام رہی ہیں۔ پاکستان نے 1961 Minimum wage ordinance of کے نام سے ایک آرڈیننس لاکر تعیین اجرت کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے۔ اس آرڈیننس کے اندر مزدوروں اور آجروں کے نمائندے مقرر کئے گئے ہیں تاکہ وہ ان پڑھ اور بے ہنر افراد کے لیے کم از کم اجرت کی حد مقرر کر سکیں۔ ابتدائی طور پر آرڈیننس کے ذریعے ایسے کاروباری اداروں کا احاطہ کیا گیا جس میں 20 یا اس سے زیادہ کارکن پائے جاتے تھے، جب کہ 1965ء میں اس کا معیار بہتر بنانے کے لیے 30 ملازم رکھنے والے اداروں تک جب کہ 1969 میں 50 ملازمین والے فرم تک بڑھا دیا گیا تھا۔ اس طرح 1961ء کے آرڈیننس میں قانون سازی کے مقاصد واضح نہیں تھے، جب کہ 1969ء میں اس کے مقاصد ذکر کیے گئے تاکہ مزدوروں کو مساوی اور منصفانہ روزگار کو یقینی بنایا جاسکے۔ مزید برآں یہ آرڈیننس بتاتا ہے کہ کم سے کم اجرت مقرر کرنے کا مقصد کارکنوں کے بنیادی اور جائز حقوق کی حفاظت اور آجروں کی طرف سے جاہل یا کم تعلیم یافتہ یا غریب اور پسے ہوئے طبقے کے استحصال کو روکنا ہے۔

اجرت کی ادائیگی کا وقت

اسلام اجرت کی بروقت ادائیگی کرنے کا حکم کرتا ہے, جیسے فرمان نبوی "**أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ**"[20] سے واضح ہے۔ سارے فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مالک اور مزدور کو اجرت کی ادائیگی کے طریقے پر متفق ہونا چاہیے۔ اس ایسے ہی اگر مالک اور مزدور متفق ہوں تو اجرت کام کی تکمیل سے قبل اور کام کی تکمیل کے بعد بھی ادا کی جاسکتی ہے, اور قسطوں پر بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ البتہ کچھ صورتوں میں اجرت موخر کرنا منع ہے، کیونکہ اس کی تاخیر میں خرابی لازم آتی ہے۔ اگر اجرت کوئی چیز ہو، یعنی اعیان کے قبیلے سے ہو تو اس میں دیر نہیں کرنا چاہیے، جیسے کہ اجرت گڑی یا گاڑی ہو تو اس کے موخر کرنے سے جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے، اور اس چیز کے ضائع ہونے کا بھی خدشہ ہے۔ عاقدین میں اجرت کی ادائیگی کا وقت ابتدا عقد میں طے نہ پایا ہو تو اجرت کب ادا کی جائے گی؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ مزدور محض عقد کی وجہ سے اجرت کا مستحق بن جاتا ہے۔ اور جوں جوں وقت گزرتا ہے مزدور کا حق اجرت کی شکل میں مالک کے ذمہ پکا ہو جاتا ہے، جیسے نکاح میں مہر محض عقد نکاح کے ساتھ ہی لازم ہو جاتا ہے ایسے ہی عقد اجارہ میں اجرت عقد اجارے کے ساتھ ہی لازم ہوتا ہے۔ دوسرا قول احناف اور مالکیہ کا ہے کہ مزدور محض عقد کی وجہ سے محنت کا مستحق نہیں بنتا جب تک کہ وہ خدمت بجا نہ لائے۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: " **فَإِنۡ أَرۡضَعۡنَ لَكُمۡ**

[20] ابن ماجة ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم ابيه يزيد (التوفى: ٢٧٣ھ)، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية- فيصل عيسى البابي الحلبي، رقم الحديث ٢٤٤٣، ج ٢، ص ٨١٧۔

فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ"[21]۔ گویا یہاں اجرت دینے کیلئے دودھ پلانے کی شرط ضروری مقرر کی گئی ہے۔ کیونکہ شرط اور جزاء کے بیچ میں فاء واقع ہوئی ہے۔ اور وہ ان شرائط کے بعد جزاء کے وقوع پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ اجرت کو حق مہر قیاس کرنے کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں کیونکہ دونوں میں تضاد ہے۔ کہ عقد نکاح کے وقت مہر لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مہر کا عوض بضع کی شکل میں حوالے کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس عقد اجارے کے وقت خدمت سرانجام نہیں دی جاتی کہ اجرت لازم ہو بلکہ وہ تو خدمت سرانجام دینے کے بعد لازم ہوتی ہے۔ قائلین قول اول فرماتے ہیں کہ آیت میں فاء تعقیب کا ہر جگہ یہ مطلب نہیں ہوتا بلکہ جب شرط ادا کرنے کا ارادہ کرلے تو جزاء لازم ہو جاتا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "**فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ**"[22] دونوں آراپر غور و خوض کے بعد دوسرا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔ کہ اجرت صرف عقد کرنے سے لازم نہیں ہوتی بلکہ منافع حاصل کرنے کے بعد لازم آتی ہے، کیونکہ اس کی تائید آپ علیہ السلام کے قول سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمان نبوی ہے: "**وَلَكِنَّ الْعَامِلَ إِنَّمَا يُوَفَّى أَجْرَهُ إِذَا قَضَى عَمَلَهُ**"[23]

آئین پاکستان کے مطابق مالک، مزدور کے ساتھ طے شدہ معاہدے کے مطابق اجرت دینے کا پابند ہوگا۔ گویا اس میں عموم ہے، کہ اگر پہلے سے مالک اور مزدور کے درمیان اجرت کی ادائیگی کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی تو کام کے اختتام پر مزدور اجرت کا مستحق بنے گا، جیسا کہ اسلام کا حکم ہے اور اگر پہلے سے کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے، تو حسب وعدہ مالک ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا، جیسا کہ درج ذیل الفاظ سے معلوم ہوتا ہے:

> It is the right of a worker to work according to the job assigned and to receive wages as per agreed terms and conditions of employment…[24]

گویا آئین پاکستان کے مطابق اجرت کی ادائیگی میں مزدور اور مالک دونوں کے مشترکہ فیصلہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ البتہ اس مقررہ وقت پر بھی نہ دینا ایک طرح کی زیادتی اور ظلم تصور ہوگا، جیسے کہ شریعت میں بہت ساری وعید آئی ہوئی ہے۔

اجرت کی ادائیگی کی ضمانت

---

[21] الطلاق 65:6۔

[22] النحل 98:16۔

[23] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ)، مسند الامام احمد بن حنبل (بیروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة، 1421ھ/ 2001م)، 13: 295۔

[24] Tazeen Fasih، Analyzing the impact of legislation on child labor in Pakistan (The world Bank, 2007)

اجرت کی ادائیگی مالک اور مستاجر کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اسلام نے مزدور کے لیے کچھ ضمانتیں عطا کی ہیں تاکہ وہ اس کی اجرت کے حصول میں معاون ثابت ہو سکیں۔ پہلا ضمان اس چیز کو روکے رکھنا ہے تاکہ مزدور اپنی اجرت حاصل کر لے۔ اور فقہا نے ان اشیا کی دو قسمیں بتائی ہیں: وہ چیزیں جن کے بنانے میں مزدور کا عمل دخل ہو، جیسا کہ درزی یا معمار وغیرہ کا عمل، ایسی چیز کو اجرت حاصل کرنے کی غرض سے روکے رکھنے کے بارے میں فقہاکے درج ذیل اقوال پائے جاتے ہیں: پہلا قول بعض احناف[25]، شوافع[26] اور حنابلہ[27] کا قول ہے کہ اگر مستاجر مفلس نہ ہو تو مزدور اس چیز کو روک لے، تاکہ اسے اجرت مل جائے۔ دوسرا قول اکثر حنابلہ کا ہے، اگر روکنے کی وجہ سے مالک کی تنگدستی کا اثر پڑتا ہو تو اسے روکے، تاکہ وہ اس کا بدلہ دے، اور اگر اس پر فقر وفاقہ اور تنگ دستی نہ آتی ہو تو اس چیز کو نہ روکے، کیونکہ اس عین کے اندر مزدور کا عمل پایا جاتا ہے، لہٰذا وہ اجرت کے حصول تک اسے اپنے پاس روکے رکھے گا۔ تیسرا قول اکثر علمائے احناف اور مالکیہ کا ہے کہ چاہے مالک اس عین کے روکنے سے فقر وفاقے کا شکار ہوتا ہے یا نہیں، مزدور کو بہر حال اس چیز کے روکنے کا اسے اختیار ہے، کیونکہ مزدور کا عمل اس کی ملکیت ہے، جبکہ عامل کا وہ عمل اس چیز کے ساتھ ایسا چپکا ہوا ہے کہ اس سے علیحدہ ہونا ناممکن ہے، لہٰذا اس کو روکنے کا اسے پورا پورا حق ہے۔ ایک مشکل قسم ان اشیا کی ہے جن میں عامل اور مزدور کا عمل دخل اور اثر نہیں ہوتا، مثلاً مزدور کوئی چیز ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ اس صورت میں حصول اجرت کے لیے اس چیز کے روکنے اور نہ روکنے میں دو اقوال ہیں۔ حنفیہؒ، شافعیہ اور حنابلہ روکنے کا اختیار نہیں دیتے، کیونکہ جس کام کے بدلے اجرت طے پائی تھی وہ فنا ہو چکا ہے اور اس کی بقا کا کوئی تصور نہیں ہے۔ لہٰذا اس چیز کے روکنے کا اختیار اسے نہیں ہے۔ جبکہ مالکیہ اس چیز کے روکنے کا اختیار دیتے ہیں۔ کیونکہ مزدور نے اپنی خدمت بیچ دی ہے، جیسا کہ ایک بائع کوئی چیز بیچتا ہے۔ پس جس طرح بائع کو حصول ثمن کی خاطر اس چیز کو روکنے کا اختیار ہے ایسے ہی یہاں مزدور کو حصول اجرت کی خاطر اس چیز یا عین کو روکنے کا بھی اختیار حاصل ہے۔ مالکیہ کا قول زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ مزدور نے اپنی جان اور وقت اس پر صرف کیا ہے۔ لہٰذا وہ اجرت کا مستحق ہے اور جب تک اسے اجرت نہیں ملتی وہ اسے روکنے کا حقدار ہے۔ البتہ اگر وہ چیز مالک کے حوالے کر دی گئی تو اس کے بعد زبردستی روکنے کا اسے اختیار نہیں۔

احتجاج اور ہڑتال کا حق

مزدور کا اپنے مالک کے زیادتی کے خلاف شکایت کرنا، اس کا شرعی حق ہے۔ اگر مالک کی شرطوں کو نظر انداز کرے تو اس کے خلاف ارباب اختیار تک شکایت کرنا مزدور کا حق ہے۔ اور اس کی دلیل پیغمبر پاک ﷺ کی حیات طیبہ سے ملتی ہے۔

---

[25] فخر الدین عثمان بن علی بن محجن البارعی الحنفی الزیلعی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و حاشیۃ الشلبی (القاہرہ: المطبعۃ الکبری الامیریۃ، 1313ھ)، 5: 135۔

[26] محیی الدین بن شرف النووی، المجموع شرح المھذب، تحقیق۔ محمد نجیب المطیعی (جدۃ: مکتبۃ الارشاد، ب ت)، 14: 316۔

[27] ابن قدامۃ ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد، المغنی (الریاض: عالم الکتب، 1417ھ)، 8: 124۔

یزید فرماتے ہیں کہ مجھے ابو کے غلام عمر سے معلوم ہوا کہنے لگے کہ میرے مالک نے مجھے گوشت کاٹنے کو کہا۔ پس ایک مسکین ہمارے قریب آیا تو میں نے کچھ گوشت اسے کھلایا۔ جب میرے مالک کو اس کا پتہ چلا تو اس نے مجھے مارا، میں آپ ﷺ کے پاس آیا، اور ان کو شکایت کی، آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا: اس نے میری اجازت کے بغیر کھانا دوسروں کو کھلایا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اجر تم دونوں کو ملے گا۔[28] اس حدیث سے پتہ چلا کہ اگر مالک مزدور پر کوئی ظلم و زیادتی کرے تو اس کی شکایت ارباب حل و عقد سے کی جا سکتی ہے۔ اور ظلم کرنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کبھی یہ خبر حکمرانوں عمال کو خط اور مراسلہ کے ذریعے ہوتی ہے۔ کبھی عدالت میں استغاثہ دائر کرنے سے بھی شکایت کی جا سکتی ہے۔ آج کے دور میں احتجاج اور مظاہرے کا مطلب مزدور کا اپنے ذمہ واجب الاداء ذمہ داریوں سے مالک کی پیشگی اجازت کے بغیر رک جانا، تاکہ وہ اپنے جائز حقوق حاصل کر سکے۔[29] یا اس سے مراد مزدوروں کے کسی گروپ کا متفقہ طور پر کام کرنے سے اعراض کرنا تاکہ وہ کام سے متعلق مشروط حقوق حاصل کر سکیں۔ احتجاج، ہڑتال اور مظاہرے عموماً تین طرح کے ہوتے ہیں: 1۔ بھوک ہڑتال، جو عموماً جیلوں اور قید خانوں کے اندر کی جاتی ہیں۔ اور کبھی کبھار چوک، چوراہوں میں بھی کی جاتی ہے۔ 2۔ عمومی ہڑتال جو عوام الناس، حکومت وقت کے خلاف کیا کرتی ہے۔ 3۔ ایک گروہ یا تنظیم کے افراد (جو کسی ایک شعبہ سے وابستہ ہوں) کا ہڑتال جو خاص مقصد کیلئے اپنے ادارے سے کیا کرتے ہیں۔ بہر کیف ہڑتال کی بنیادی وجہ ہونی چاہئے اور اس حصول کیلئے احتجاج ناگزیر ہو تو اس کے کرنے کیلئے سند جواز دیا جائے گا۔ اور وجوہات درج ذیل ہو سکتی ہیں: 1۔ مزدور کا بنیادی حق/جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے/ سلب ہو جائے تو ہڑتال اور احتجاج کرنے کا اختیار ہوگا۔ 2۔ اگر شروط میں حقوق مذکور ہوں لیکن مالک دینے سے انکار کرے اور مزدور نے زبانی یا تحریری طور پر استغاثہ دائر کر رکھا ہو، لیکن اسے حق نہ ملے گا تو وہ ہڑتال کر سکتا ہے۔ 3۔ اگر حکومت مالک اور مزدور کے درمیاں عدل و انصاف قائم کرنے کیلئے مداخلت نہ کرے تو بھی ہڑتال کرنے کا اختیار ہے۔

ہڑتال اور احتجاج کے متعلق معاصر علما کے دو مختلف گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک جماعت کے ہاں مزدور کیلئے مطلّقاً کام چھوڑ کر ہڑتال کرنا درست ہے، اگر مسئلہ اس کے بنیادی حقوق کا ہو، کیونکہ مالک نے عقد میں خلل ڈال دیا ہے، بشرطیکہ

---

[28] مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی رسول اللہ علیہ وسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربی ب ت)، 711:2۔

[29] نصر عامر، الاضراب واثرة فی الفقہ الاسلامی، مقال منشور علی موقع القلم علی شبکۃ الانترنت:

http://www.alqlm.com/index.cfm?method=home.con&contentid=734(accessed December 24, 2018

لوگوں کی مصلحت عامہ کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔[30] اور اگر مسئلہ بنیادی حقوق کے علاوہ اضافی مراعات کا ہو اور احتجاج کی وجہ سے مفاسد اور خرابیاں پیدا ہوتی ہوں تو اس سے اجتناب بہتر ہے۔ کیونکہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ "درء المفاسد اولی من جلب المنافع۔"[31] یعنی دفع مضرت کو جلب منفعت پر ترجیح دی جائے گی۔ پس کسی چیز کے دو پہلو ہوں: اس طور پر کہ فساد اور نفع دونوں پائے جاتے ہوں تو فساد اور نقصان سے بچنا ضروری ہے، بے شک نفع بھی جاتا رہتا ہے، چونکہ شریعت کی نظر میں نواہی سے اجتناب زیادہ ضروری ہے بنسبت مامورات کے بجالانے کے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: "**ما امرتکم بشی ء فاتوا منه مااستطعتم وما نهیتکم عن شی ءِ فدعوه**"[32] کہ جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق جتنا ہو سکے، عمل کر لیا کریں، اور اگر کسی چیز سے منع کر دوں تو اس سے مکمل اجتناب کرو۔

جو لوگ ہڑتال اور مظاہرے کر سکتے ہیں، ان کے مطابق جو شخص مظلوم ہو، اسے یہ اختیار ہے کہ وہ اس کی شکایت کیا کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: "**لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا**"[33] لہٰذا اگر کئی افراد مظلوم ہوں، اور ان کی شنوائی بھی نہ ہو تو وہ اپنے حقوق کیلئے ہڑتال کر سکتے ہیں۔ تاکہ اس کا کچھ مداوا ہو سکے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اشیاکے اندر اصل اباحت ہے یہاں تک کہ کوئی دلیل اس کے خلاف پائی جائے: "**الا صل فی الا شیاء الا باحة حتی یدل الدلیل علی التحریم**"[34] امام بن تیمیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر مقاصد کا حصول اسباب کو اختیار کیے بغیر ناممکن ہو تو، اسباب کا بھی وہی درجہ ہوگا جو مقاصد کا ہے۔ پس محرمات اور منہیات کے لیے اختیار کیا جانے والا سبب بھی حرام ہو گا۔ اس کے مقابلے میں طاعات اور قربات کیلئے اختیار کیا جانے والا سبب اس درجے کا ہوگا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ ان ہڑتال کو مقاصد کے لیے بطور عادات استعمال کئے جاتے ہیں، نہ کہ عبادات سمجھ کر۔ اور اس سے شریعت منع نہیں کرتی۔ دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ ہڑتال اور احتجاج زمین میں فساد پھیلانے کے مترادف

---

[30] ورد هذا القيد فی بحث بعنوان " الاضراب " للدكتور عبد الكريم زيدان على موقع جامعة الايمان http://www.jameataleman.org/ftawha/zadean/zftw6.htm accessed December 25, 2018

[31] تاج الدین عبدالوهاب بن تقی الدین السبکی، الاشباه والنظائر (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1411ھ/ 1991م) 1: 105۔

[32] ابو نعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مھران الاصبھانی، المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1417ھ/ 1996م)، 4: 11۔

[33] النساء 3: 148۔

[34] محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن القیم، الجوزیة اعلام الموقعین عن رب العالمین (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1411ھ/ 1991م)، 2: 148۔

ہے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم اللہ کی یاد سے تو رکاوٹ اور حائل بنتے ہی ہیں۔ ان دونوں آرا کو سامنے رکھنے کے بعد معلوم یہ ہوتا ہے کہ کچھ کاموں کے حصول کیلئے ہڑتال اور احتجاج کی اجازت ہے، بشر طیکہ وہ فساد اور تخریب کاری سے دور ہو۔ وگرنہ درست نہیں ہو گا۔ اور اسی اصول کی بناپر اگر مزدور کسی جائز مقصد کیلئے ہڑتال کرتا ہے تو اس دن کی اجرت بھی اسے ملے گی۔ البتہ اگر وہ ناجائز اور غیر مشروع ہڑتا مزدور کو مزدوری نہیں دی جاہے گی۔ آئین پاکستان کے مطابق اگر مالک اور عامل کے درمیان تنارع پیدا ہو جائے تو اسے تجارتی کونسل کے ذریعے حل کیا جائے گا اور دونوں پارٹیاں اس بات کی پابند ہوں گی کہ وہ بات چیت کے ذریعے مسئلہ حل کریں۔ اگر بات چیت کے ذریعے مسئلہ حل نہ ہو سکے تو ایک پارٹی نوٹس کے ذریعے سات دنوں کے اندر مطلع کرے۔ اور حکومت کو بھی باخبر کرے۔ اگر اس سے بھی مسئلہ حل نہ ہو تو دونوں پارٹیاں کسی کو ثالث بنائیں۔ اگر یہ ثالثی بھی ناکام ہو جائے تو پھر ایک پارٹی اپنے حقوق کیلئے احتجاج کر سکتی ہے۔ اپنے جائز حقوق کے مطالبہ کیلئے ہڑتال اور احتجاج کرنے کی اجازت ہے، چونکہ حدیث پاک میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: "**لی الواجد یحل عرضه وعقو بته**"[35] کہ مالدار آدمی کے ٹال مٹول کرنے اور قدرت کے باوجود قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے مقروض کو سختی کرنے اور قاضی کو اسے جیل میں ڈالنے کا جواز مل جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمان نبوی ہے: "**مطل الغنی ظلم، فاذا اتبع احدکم علی ملی فلیتبع**"[36] کہ مالدار شخص کا قرضہ ادا نہ کرنا ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ظلم صرف یہ نہیں کہ انسان دوسروں کا ناحق مال لے لے۔ بلکہ اس میں ہر قسم کی تعدی اور تجاوز اس میں شامل ہے، مثلاً کسی کا آپ کے ذمہ حق ہو اور آپ اس سے انکار کریں، یا اس سے کم مقدار میں ادا کریں، جو آپ کے ذمہ لازم ہو، لہٰذا یہ سب ظلم کی اقسام میں ہیں۔ جب مالدار کا ٹال مٹول ظلم ہے، اور اس کی شکایت کئے جانے پر حقوق کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم ہوتی ہے تو اس صورت میں کہ جب مالدار مالک ٹال مٹول کرے تو ریاست اور حکومت کو اس کے خلاف کاروائی کرنی چاہئے تاکہ مزدور کو اس کا حق دلایا جاسکے۔

آئین پاکستان کے اندر احتجاج اور ہڑتال کے پس منظر کے متعلق آتا ہے کہ جب مزدور اور مالک کے درمیان کوئی جھگڑا پیدا ہو تو ایک پارٹی یا کسی تیسری پارٹی کو تحریری طور پر مطلع کردے۔ اور فریق مخالف کو بھی اپنی شکایات سے باخبر کرے۔ اب یہ تیسری پارٹی دس دنوں کے اندر مصلحانہ کوشش کرتے ہوئے کردار ادا کرے۔ اگر دونوں پارٹیاں کسی نتیجہ پر پہنچ آئیں تو دونوں سے ایک یاداشت پر دستخط کرائے۔ اور اس کی ایک کاپی تیسری پارٹی کے پاس بھیج دے اور ایک کاپی کمیشن کو بھیج دے۔ اگر صلح نہ ہو سکے تو کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ پندرہ دنوں کے اندر اندر میٹنگ کا انعقاد کرے اور تنازع ختم کرنے کی کوشش کرے۔ کمیشن کے سامنے دو نمائندے دونوں کی طرف سے پیش ہوں جن کے پاس مکمل

[35] ابو داود، سنن ابی داود، 4: 473۔

[36] البخاری، صحیح البخاری، 3: 94۔

اختیارات ہوں۔ اس دوران اگر کسی شخص کو ذاتی حیثیت میں پیش ہونا پڑے تو اسے بلا لیا جائے۔ اگر دونوں فریقین کسی بات پر متفق ہوں تو ثالث دونوں سے دستخط لے لے، اور پھر اسے کمیشن کے پاس بھیج دے۔ اگر صلح نہ ہو سکے تو ایسی کوشش پھر کیا کرے۔ اس دوران کوئی بھی فریق ہڑتال کر سکتی ہے۔ اور دوسرا فریق اس کی اطلاع کمیشن کو بھیج دے تاکہ وہ تنازع کو ختم کر دے۔ اگر یہ ہڑتال تیس دن تک جاری رہنے والی ہو تو ریاست اپنی طرف سے مداخلت کرتے ہوئے اسے ختم کر سکتی ہے۔ اس کے بعد پھر کمیشن مداخلت کرتے ہوئے صلح کی کوشش کرے۔ یہ تو ایک طریقہ کار ہے تنازع کو حل کرنے اور اپنا جائز احتجاج کرنے کا۔ اب اگر اس ضابطہ سے ہٹ کر ہڑتال اور احتجاج کیا جائے جیسے آپ یہ غیر قانونی متصور ہوگا۔ اور ریاست اسے روکنے کی کوشش کرے گی۔ اب ہم ان چند وجوہ کو ذکر کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہڑتال اور احتجاج ناجائز بن جاتے ہیں: 1۔ اگر کوئی ایک فریق تحریری طور پر دوسرے کے علم میں لائے بغیر احتجاج شروع کرے تو یہ غیر قانونی شمار کیا جائے گا۔ 2۔ تحریری اطلاع کے بعد اس کے اندر درج تاریخ سے پہلے شروع کیا جانے والا احتجاج بھی ناجائز تسلیم کیا جائے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس کا حل نکالا جا رہا ہو اور انہوں نے اس کا انتظار کئے بغیر جلدی کر دی ہو۔ لہٰذا ان ساری صورتوں میں حکومت اسے روکنے کی ذمہ داری نبھائے گی۔ 3۔ اگر یہ احتجاج فیکٹری اور فرم کے مسائل کے علاوہ کسی اور وجہ کی بنیاد پر شروع کیا جائے جیسے کسی کی ذاتی دشمنی وغیرہ ہو تو بھی یہ غیر قانونی متصور ہوگا[37]

خلاصۂ بحث

اسلام نے مزدور کو کئی حقوق دئے ہیں، جیسے اس کی عزت اور وقار کا خیال رکھنا، اس کے لیے کام کے مواقع پیدا کرنا، اس کے لیے اجرت متعین کرنا، اسے بروقت اجرت دینا، اس کی بساط کے مطابق اس سے کام لینا، اس کے آرام کا خیال رکھنا، عبادت کی انجام دہی کا موقع دینا وغیرہ۔ ایسے ہی موجودہ وضعی قوانین اور آئینِ پاکستان میں بھی مزدور کے کئی حقوق متعین کیے گئے ہیں۔ آئین پاکستان میں استحصال کے خاتمہ کے عنوان کے تحت یہ بات پائی جاتی ہے کہ ریاست اپنی بساط کے مطابق مختلف کاموں کے اندر پائے جانے والے استحصال کا قلع قمع کرنے کے لیے کوشاں رہے گی، اور بنیادی قوانین کو متعارف کرانے اور ان کے نفاذ میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گی۔ لہٰذا ایک مزدور کا استحصال کرنا بایں طور کہ اس سے زیادہ کام لیا جائے یا اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھایا جائے، بالکل ناروا عمل شمار کیا جائے گا۔ اس تفصیل سے پتہ چلا کہ مزدور کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ کرنے کے حق میں شریعت اور قانون پاکستان عمومی طور پر ایک صفحہ پر ہیں، ہاں بعض معاملات سے متعلق آئین و قوانین میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا، ان کی وضاحت ہونی چاہیے۔

---

[37] Tazeen Fasih, *Analyzing the impact of legislation on child labor in Pakistan*, 32.